"حرمین شریفین کے سفرنامے جدید تحدیات کے تناظر میں"

جسٹس میاں محبوب احمد (چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت' پاکستان)

آج کی باوقار اور بابرکت تقریب میں جس مقدس عنوان پر اظہار خیال ہونا ہے وہ میرے لیے اور آپ سب کے لیے سرمایۂ حیات' ذریعۂ نجات اور افتخار ایمان ہے۔ یہ ذکر ہے حرمین شریفین کا یہ بات ہے معبود حقیقی کے نگر اور محبوب حجازی کے شہر کی' یہ گفتگو ہے حسن محبوب کے جلووں اور زلف محبوب کی خوشبوں میں رچی بسی غاروں کی' یہ کہانی ہے یٰسین و طٰہٰ کے تصور میں صدیوں سے مستغرق پہاڑوں کی' یہ قصہ ہے شہیدوں اور غازیوں کی شہادت و جرات کے شاہد بدر و احد اور حنین و تبوک ایسے میدانوں کا' یہ تذکرہ ہے بیت اللہ کے جلال اور گنبد خضریٰ کے جمال کا.

سامعین کرام! زیارت مکۃ المکرمہ اور دیدار مدینۃ المنورہ ہر مومن کے دل کی خواہش ہے جو زاد راہ اور اسباب سفر رکھتا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ "میرے آقا بلالو مدینے مجھے" اور جو بے کس' نادار' محروم اسباب ہے وہ بھی تڑپتا ہے: "مرے مولا بلالو مدینے مجھے" اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے' جب یاد مدینہ آتا ہے.

ہمیں منتظمین تقریب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنھوں نے تحدیات جدید کے تناظر میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ حرمین شریفین کے سفرناموں کو موضوع گفتگو بنایا ہے۔ ایسا موضوع کہ جس پر بات کرتے ہوئے زبانوں سے پھول جھڑتے اور کانوں میں رس گھلتا ہے اور آنکھیں آنسوؤں سے باوضو ہوتی' اور روحیں وجد کر اٹھتی ہیں اور پھر ایسا کیوں نہ ہو کہ' بقول مظہر:

جہاں جہاں سے وہ گذرے جہاں جہاں وہ ٹھہرے
وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ ہے

سامعین محترم! زمانہ قدیم ہی سے ہر زبان میں سفرنامے لکھے جاتے رہے ہیں اور لکھے جا رہے

ہیں۔ ان سفر ناموں نے ہر دور میں ٹھوس معلومات فراہم کی ہیں اور آج بھی ان کے فیض کی برکتیں جاری و ساری ہیں۔ بقول قطب النساء ہاشمی:

"ہر سفر نامہ نگار کنواں کھود کر اپنی پیاس بجھاتا اور دوسروں کی تشنگی دور کرنے کا سامان کرتا ہے" پھر دنیا کے تمام مذاہب نے سفر کی عظمت و اہمیت کو نہ صرف تسلیم کیا ہے'

اسے روحانی کیف اور عبادت کا حصہ قرار دیا ہے۔ جہاد اور حج کے لیے تو مسلمان سفر اختیار کرتے ہیں مگر اس کے علاوہ بھی قرآن مسلمانوں کے فکر و شعور کو جلا دینے ان کے قلب و نظر کو وسعت اور ایمان و یقین میں پختگی لانے کے لیے انہیں بساط ارض کے مشاہدہ کا حکم دیتا ہے' ارشاد باری ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ' "تم یعنی زمین مین سیر کرد پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا"۔

قرآن حکیم مسلمانوں کے ذوق سفر کو تیز تر کرنے کے لیے انبیائے کرام کے قصص بیان کرتا ہے۔ گویا وہ ایک ہی محبوب اور معبود کی آتش عشق میں مصروف طواف قافلوں کے سفر ناموں کا ذکر ہوتا ہے۔ کہیں آدم علیہ السلام جنت سے زمین کے لیے عازم سفر ہوتے ہیں۔ کہیں ابراہیم علیہ السلام کا زمینِ اورؑ سے مصر اور مکہ کا سفر ہے۔ کہیں یوسف علیہ السلام کا کنعان سے مصر کے سفر کا جمال منظر ہے اور کہیں موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے وادی سینا کی طرف سفر شوق کا پر جلال نظارہ ہے۔ قرآن حکیم سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے سفر ہجرت کی داستان جذب و شوق بھی بڑے دل نشین پیرائے میں بیان کرتا ہے۔ قرآن مسلمان کو ایک جگہ کے جوہڑ کے بجائے متحرک و فعال جوئے رواں بنانا چاہتا ہے۔ اسی لیے سارے انبیائے کرامؑ کے سفر نامے بیان کرتا ہے۔ اقبال نے اسی ذوق کو ابھارتے ہوئے کہا:

ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

سفر میں جہاں ہزارہا شجر سایہ دار ملتے ہیں۔ وہاں قدم قدم پہ خطرات و خدشات کی گہری گھاٹیوں

سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ صبر و تحمل' برداشت اور استقامت کے بغیر سفر کی صعوبتوں کا مقابلہ از بس دشوار ہوتا ہے۔ قرآن بڑے دل آویز لہجے میں ان تکلیفوں کو سہارنے کا حوصلہ دیتا ہے' ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًااِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِ كْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ. ترجمہ: "یعنی اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا۔

سامعین محترم! تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ مقامات مقدسہ ہیں اور ان کی طرف سفر کی روایت بھی موجود ہے۔ مگر جو مقصدیت اسلامی سفر میں ہے اور جو جاذبیت اسلامی مراکز محبت میں ہے وہ کسی اور جگہ میں نہیں پائی جاتی۔ مکہ کے عنوان سے انگریزی میں لکھی گئی ایک جدید کتاب کا مصنف اس کے حرف آغاز ہی میں لکھتا ہے کہ مکہ دنیا کے مراکز مذہبی سے حیرت ناک حد تک مختلف ہے۔

یہ تعمیری عظمت یا فنی کمال نہیں جو اہل ایمان کو یہاں کھینچ لاتا ہے۔ یہ مرکز اسی کروڑ انسانوں کو اسی مقناطیست سے اپنی جانب کھینچتا ہے کہ دوسرے مقدس مقامات اس کے مقابلے میں دھندلا کر رہ جاتے ہیں۔ لاماؤں کا لاہسہ' عیسائیوں کا کنٹر بڑی' سکھوں کا گولڈن ٹمپل اور ہندوؤں کا بنارس ان قوموں کے لیے بڑی کشش رکھتے ہیں' مگر یہ سب مکہ کے پاسنگ بھی نہیں ہیں.

حاضرین کرام! یوں تو اردو' انگریزی اور عربی میں بے شمار سفر نامے لکھے گے ہیں مگر ابن بطوطہ' المسعودی' البیرونی اور ابن جبیر اندلسی کے سفر نامے کلاسیک کا درجہ رکھتے ہیں.

انگریزی میں رچرڈ برٹن کی ***Pilgrimage to Madina And Maknh*** اور محمد اسد کی ***The Road To Makkah*** معرکے کی چیزیں ہیں۔ جدید انداز میں مصر کے مایہ ناز مصنف اور معروف سیرت نگار محمد "حسین ہیکل کی "منزل الوحی" اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے جو اپنے قاری کو سرمست کر دیتی ہے۔ ہیکل دیدہ ودل سے مشاہدہ کرتے ہیں اور وجدان و دماغ سے پرکھتے ہیں اور قلب وروح کو جگمگاتے ہیں پھر خون جگر کی روشنائی اور محبت رسول ﷺ

کے قلم سے لکھتے ہیں۔ وہ ہمیں صرف شہر نبوی اور مسجد نبوی میں ہی نہیں لے جاتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں دور نبوی اور محافل صحابہؓ میں بھی لے جاتے ہیں اور ہمیں یوں لگتا ہے کہ ہم اس پاکیزہ فضا میں سانس لے رہے ہیں۔ اسی طرح اردو میں بھی خوب خوب سفر نامے لکھے گے ہیں مگر معلومات کی وسعت' مشاہدے کی گہرائی انداز بیان کی گرفت میں "آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر" کے مصنف عبدالرحمٰن عبد نے بھی حق کمال ادا کیا ہے۔ اسے بجا طور پر قدیم وجدید سفر ناموں کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاسکتا ہے۔ سفر ناموں کی تاریخ میں قدیم ترین مورخ یونان کا ***Herodotus*** ہے اور وہ سفر نامے کا **A motion Picture Orillustrated Lecture Describing The Travel** لکھتا ہے.

اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کامیاب سفر نامے وہی ہیں جو ہمیں اس عہد کے سیاسی 'سماجی اور تمدنی حالات کی ایک متحرک تصویر سے روشناس کراتے ہیں۔ ایسے سفر ناموں کا مطالعہ صدیوں کے پردے چاک کر کے ہمیں محبوب حجازی کے مقامات محبت اور مجالس نورو نکہت میں لے جاتا ہے اور ہم براہ راست ان کے انوار سے اپنے عہد کی ظلمتوں کا مداوا کرنے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ اک اک مقام سے گذرتے ہوے رہ رہ کر ہمیں خیال آتا ہے :

خوشا وہ دور کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

اور پھر ہمارے قلب و جگر کی گہرائیوں سے ایک تمنا فریاد کرتی ہے :

لوٹ جا عہد نبی کی سمت رفتار جہاں
پھر مری درماندگی کو ارتقا درکار ہے

جناب صدر گرامی قدر! جدید عہد کے چیلنجوں کے تناظر میں روداد سفر حجاز بیان کرنے میں مجھے پھر حکیم الامت علامہ اقبالؒ ہی کی فریاد یاد آتی ہے کہ جب وہ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ٹکڑوں میں بٹی ہوئی اور یہود و نصاری کی سازشوں اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ملت اسلامیہ کے غم میں کہتے ہیں کہ :

ع۔ نگاہے یارسول اللہ ﷺ نگاہے

اور بے چینی اور اضطراب میں ہوا ہی کو پیغام بر بنا دیتے ہیں' اقبال کہتے ہیں'

اے باد صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
اب ہاتھ سے اُمت کے تیری دین بھی گیا دنیا بھی گئی

آج کے تباہ کن حالات میں نصف کروڑ لوگوں کا ہر سال حج کے لیے مکہ و مدینہ میں دیوانہ وار حاضر ہونا اور حاضر نہ ہو سکنے والے کروڑوں مسلمانوں کا صبح و شام حاضری کے لیے تڑپتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ملت اسلامیہ کا رشتہ اپنے مرکز سے استوار ہے۔ اس رشتے کو فکر اقبال کی روشنی میں پختہ تر کرنے کی ضرورت ہے' اقبال نے بجا کہا ہے کہ :

تو فرمودی رہ بطحا گرفتم
وگرنہ جز تو مارا منزل نیست

ضرورت ہے حرمین شریفین کی مرکزی مقناطیسیت کو کام میں لا کر پوری امت' عالم کفر کے مقابلے میں یکجا و متحد کیا جائے۔ حج کے انسٹی ٹیوشن کو مسلمانوں کی عالمی اقوام متحدہ میں بدل دیا جائے۔ جہاں ہر سال مشرق و مغرب کے اہل الرائے دانش ور اور مسلم مفکرین مجتمع ہو کر عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کو درپیش چیلنجوں کا جائزہ لیں اور ان کے حل پیش کریں.

سامعین کرام!

اطلاعاتی تکنیک (*Infromative Technology*) کو ترقی کے بل بوتے پر آج انسان پوری دنیا کو ایک گلوبل ولیج (*Gloobal Village*) یعنی عالمی قریے میں بدلنے کے خواب دیکھتا ہے۔ مگر رنگ نسل اور زبان کی بنیاد پر فکری اختلافات اس کی راہ میں حائل ہوتے ہیں جو اسے یکسو اور یکجان نہیں ہونے دیتے۔ اگر ہم غور کریں تو حج کی صورت میں مسلمان تو صدیوں سے عالمی قریے کا تجربہ کرتے چلتے آرہے ہیں۔ **Multicultral Society** اور **Multiracial Society** کو جو خطرات درپیش ہیں حج ان سے نپٹنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جہاں تمیز خورد و کلاں مٹ جاتی ہے جہاں عربی و عجمی' حبشی و رومی' ہندی و شامی کالے اور گورے سب **Unicultural** اور کچھ دیر کے لیے **Unilangual** سوسائٹی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ انسانی اقدار کی تشکیل اور فروغ میں یہ اجتماع بہت اہم فریضہ سرانجام دیتا ہے.

حاضرین کرام! آج دنیا کو دہشت گردی کا سامنا ہے۔ عالمی امن کا مسئلہ سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔ جرم اور بدی کو عروج مل رہا ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں لاکھوں لوگوں کا اپنے پیسے خرچ کر کے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ حاضر ہونا اس امر کی یقین دہانی کراتا ہے' کہ مسلمان من حیث القوم دہشت گرد نہیں' عالمی امن کے پرچارک ہیں۔ اقوام عالم کو مسلمانوں سے خائف ہونے کی بجائے قیام امن کے لیے ان کی طرف دست تعاون بڑھانا چاہئے۔

خواتین و حضرات! اقبال نے مسلمانوں کے بدن سے روح محمد ﷺ نکال دینے کی سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے امت مسلمہ کو سبق دیا تھا کہ تمہارا وجود تمہارے رسول ﷺ کی بدولت ہے۔ اس لیے اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو اپنے اساسی مرکز سے مضبوطی سے جڑے رہو۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف حج و عمرہ اور زیارات کے لیے سفر ہمیں اپنے مرکز سے مضبوط تعلق عطا کرتے ہیں۔ اس وقت جتنی مرکز گریز اور اسلام دشمن قوتیں اور تحریکیں کھل کر یا زیر زمین سرگرم عمل ہیں' شاید پہلے نہ تھیں' ان سب کا دندان شکن جواب ذہناً قلباً ظاہراً باطناً در مصطفیٰ ﷺ سے کامل وابستگی میں ہے۔ دیار رسول ﷺ کی حاضری اور پھر اس کے تذکرے اس وابستگی کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکتے ہیں۔ یہی ایک چراغ ہے کہ جس کی لو سے کفر کی ظلمتیں لرزاں ہیں۔ اس لو کو مسلسل تیز کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ (ﷺ) سے اجالا کر دے

محترم سامعین! در رسول ﷺ کی حاضری کس طرح تعلق باللہ اور تعلق بالرسول ﷺ کو مضبوط کرتی ہے۔ اس کے روح پرور مناظر کیلئے میں چند اقتباسات پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں پہلے ایک غیر مسلم رچرڈ برٹن کی کتاب ***Pilgrimage To Madina And Makkah*** کا حوالہ دیکھیے "وہ لکھتا ہے مدینہ منورہ کو دیکھتے ہی اپنے اونٹ سب قافلے والوں نے اور سلف الصالحین کی اقتداء میں تمام قافلے والے اونٹوں سے اتر آئے اور زمین پر بیٹھ کر بڑی دیر تک سب نے اپنی آنکھیں اس مقدس شہر پر لگائے رکھیں۔ پھر ننگے پاؤں بصد احترام مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے' یہ زائرین پاپیادہ مدینۃ النبی پہنچے"

دیکھا آپ نے کیا ادب ہے کیا محبت ہے جیسے کچے دھاگے سے بندھے دل و جان آپ ہی کھنچے چلے جارہے ہیں۔

اب محمد حسین ہیکل کی "منزل الوحی" کا حوالہ دیکھئے، وہ لکھتے ہیں :

ہم حجرۂ مطہرہ قبر رسول ﷺ کے سامنے پہنچ گئے۔ میں اس مقدس و محترم حجرہ کے سامنے اپنی جگہ مؤدب کھڑا ہوں ڈرتے ہوئے کہ کہیں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے کیوں کہ میں شہ کونین کے حضور ﷺ میں ہوں جو سکون جاں بھی ہیں اور قرار دل بھی جو آیۂ رحمت بھی ہیں حاصل حیات بھی مکمل حسن بھی ہیں اور قرآن مجسم بھی"

یہ سلسلہ محبت تو بہت طویل ہے میں ایک آخری اقتباس پیش کرتا ہوں در رسول ﷺ کی حاضری پر پروفیسر عاصی کرنالی لکھتے ہیں :

"میں اس وقت عدم کا ایسا نقطہ تھا جو مٹ رہا تھا، مٹ چکا تھا، نقطہ بھی معدوم ہو چکا تھا ایسے میں کیا کرتا مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں کر بھی کیا سکتا تھا۔ بس میں بے ساختہ درود پڑھنے لگا، بے تحاشا رونے لگا، میں ان کے سامنے ذرہ تھا جو اڑ گیا۔ یا موم تھا جو پگھل گیا۔ یا آنسو تھا جو بہہ گیا بس درود، مسلسل درود، لگاتار درود، زبان سے درود، دل سے درود پورے وجود سے درود"۔

آیئے! ہم بھی یہاں بیٹھے ہوئے اپنے آقا و مولا ﷺ کی دہلیز نور کا تصور کرتے ہوئے روح و دل و نگاہ سے درود پڑھتے ہیں :

خاک یثرب زدو عالم خوش تراست
آں خنک شہرے کہ آنجا و لبراست